خطبہ جمعہ

سچی اور اصل بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور جسے وہ چاہے گا بادشاہت دے دے گا

اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ایک وسیع ملک عطا کئے جانے کا وعدہ ہے۔ اس کا ایک حصہ تو اس جلسہ پر لوگ دیکھ چکے ہیں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ آئندہ جلسہ پر اس سے وسیع تر ملک کے احمدیت میں داخل ہونے کے نظارے لوگ دیکھیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۱؍اگست ۲۰۰۱ء بمطابق ۳۱؍ظہور ۱۳۸۰ہجری شمسی بمقام ننسپیٹ (ہالینڈ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

مالک الملک کے مضمون پر جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے آج غالبًا یہ اُس کا آخری حصہ ہے۔ اس کے بعد پھر انشاءاللہ دوسری صفات باری تعالیٰ کے اوپر گفتگو ہوگی۔ سب سے پہلے سورة الملک کی دو آیات ہیں۔ سورة الملک آیت ۲، ۳۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ . وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ .اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا .وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (سورة الملک آیت ۲۔۳)

بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس کے قبضہ قدرت میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

اس تعلق میں ایک حدیث ہے حضرت سعید بن ابو ہلال کی طرف سے یہ مروی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ ایک روز آنحضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ”مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جبریل میرے سر کے پاس اور میکائیل میرے پاؤں کے پاس کھڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے کہ اس کے لئے مثال بیان کرو۔ تب اس نے کہا کہ سُن! تیرے کان سنیں اور سمجھ! تیرا دل اسے سمجھے، تیری اور تیری امّت کی مثال ایک بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک مکان لیا پھر اس میں گھر بنایا، پھر اس میں دستر خوان لگا۔ پھر لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لئے ایک پیغامبر بھیجا۔ بعض نے تو پیغامبر کی بات مان لی اور بعض نے اسے چھوڑ دیا۔ پس بادشاہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور مکان سے مراد اسلام اور گھر سے مراد جنت ہے اور اے محمدؐ! تُو وہ پیغامبر ہے۔ پس جس نے تیری بات مانی وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو جنت میں داخل ہو گیا تو اس میں سب کچھ جو بھی اس میں ہوگا وہ کھائے گا“۔ (ترمذی کتاب الامثال)

اب یہاں دو فرشتوں کا ذکر ہے ایک تو حضرت جبرائیل اور ایک حضرت میکائیل کا۔ میکائیل کو خوراک کا فرشتہ بیان کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس میں آخر پر کھانے سے تعلق تھا اس لئے جبرائیل کے بعد میکائیل کو بھی دکھایا گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دین کی ابتداء نبوت اور رحمت ہے۔ پھر بادشاہت اور رحمت ہو گی۔ پھر ایسی بادشاہت ہو گی جو چالاکیوں اور ناپسندیدہ طریقوں سے چلائی جائے گی۔ پھر جابر بادشاہت ہو گی جس میں شراب اور ریشم حلال قرار دے دیا جائے گا۔ (سنن دارمی، کتاب الاشربة)

اب یہ حدیث جو ہے، یہ اس زمانے سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ اب جابر بادشاہت کا دور شروع ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تین صدیوں تک بادشاہت اس قسم کے جبر سے محفوظ رہی اور اس کے بعد پھر مسلسل ایک تاریکی کا دور آیا ہے اور اس میں بادشاہت میں جبروت پیدا ہوئی اور تحکّم پیدا ہوا اور یہ حدیث اس موقعہ پر اس لئے استعمال ہوئی ہے کہ سچی بادشاہت تو اللہ ہی کی ہے اور یہ جو جھوٹے بادشاہ دنیا میں بادشاہ بنتے پھرتے ہیں اور تکبّر کرتے رہتے ہیں ان کا کوئی حال نہیں ہوگا جب خدا تعالیٰ کی جبروت ظاہر ہو گی۔

اس ضمن میں ایک یہ روایت ہے جو پھر تشریح طلب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آگیا تھا اور میری نماز توڑنے کی بہت کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرمایا اور مَیں نے اُسے پوری شدت سے دُور ہٹا دیا۔ مَیں نے چاہا کہ اُسے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ صبح ہونے پر تم لوگ اُسے دیکھ سکو۔ پھر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آگئی: رَبِّ هَبْ لِى مُلْكًا لا يَنْبَغِى لِأَحَدٍ مِن بَعْدِى۔ (یعنی اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ پہنچے)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ (بخاری، کتاب الجمعة)

اب یہاں ایک خاص غور طلب بات ہے اور آنحضرت ﷺ کی یہ گہری باتیں بڑے غور سے سننی چاہئیں۔ ان میں حکمت ہے۔ شیطان سے مراد یہاں وہ ظاہری شیطان نہیں جو رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے باندھ دیا اور لوگوں کو کہا کہ تم دیکھ لینا۔ شیطان سے مراد کوئی جنگلی بلّا یا اس قسم کی کوئی مخلوق تھی۔ اب شیطان کو تو ستون سے نہیں باندھا جاتا مگر بِلّے کو ضرور باندھا جاتا ہے۔ پس ظاہر بات ہے کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ تھی کہ ایک شیطانی صفت چیز میرے سامنے آگئی اور کودنے لگی اور مجھے نماز سے ہٹانے کی کوشش کی اور مَیں نے بڑے تدبّر کے ساتھ اور غور و فکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند کیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ مَیں اسے ستون سے باندھ دوں۔ شیطان تو ستون سے نہیں باندھا جاتا۔ وہ لازماً کوئی بلّی قسم کی مخلوق تھی اسے باندھنا چاہا مگر پھر آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ اسی ”تَبٰرَكَ“ والی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

”تَبٰرَكَ: بہت برکت والا۔ دائمی خیر والا۔ پاک ذات ہے۔ بابرکت والا ہے۔ ملک و دولت کا مالک ہے۔ سب چیزوں پر قادر ہے۔ کسی پارلیمنٹ کے ماتحت نہیں۔ کسی مجلس شوریٰ کے قوانین ماننے پر مجبور نہیں۔ ایسے مالک کی حکومت کا ماننا ہمارے واسطے ضروری ہے اور مفید ہے۔ انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ طاقتور اور بڑے کی بات کو مان لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قدرت کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر ایک ایک ذرّے کی تحقیقات میں بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

اس سورۂ شریفہ کو نہایت پُر شوکت الفاظ سے شروع کیا گیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی طاقت، سلطنت، عزّت و عظمت و جبروت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے قبضہ قدرت میں سب

حکومتیں ہیں"۔

اور خاص طور پر یہ بات توجہ طلب ہے۔ یہ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ والی جو سورۃ ہے یہ مکّہ میں نازل ہوئی تھی اور صاف ظاہر ہے کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ اصل بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور جسے وہ چاہے گا وہ بادشاہت عطا کرے گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو مکّہ کی انتہائی کمزوری کی حالت میں یہ خوشخبری دے دی گئی تھی کہ تمہیں خداتعالیٰ کی طرف سے بادشاہت عطا ہونے والی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ لکھتے ہیں:

"یہ سورۃ مکی ہے۔ ایسے وقت میں نازل ہوئی، جب مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے اور مشرکین کا زور تھا۔ اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ سلطنت اصل میں خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اب کفّار سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو سلطنت کا مالک بنائے گا۔ دنیاداروں کی نگاہ میں یہ بات دُور از قیاس ہے مگر خدائے تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۱۶/نومبر ۱۹۱۱ء)

دوسری آیت ہے ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ. فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾۔ (سورۃ القمر :۵۶۔۵۵) ۔یقیناً متقی جنتوں میں اور فراخی کی حالت میں ہونگے۔ سچائی کی مسند پر، ایک مقتدر بادشاہ کے حضور۔

اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"متقی لوگ جو خداتعالیٰ سے ڈر کر ہر یک قسم کی سرکشی کو چھوڑ دیتے ہیں وہ فوت ہونے کے بعد جنات اور نہر میں ہیں۔ صدق کی نشست گاہ میں بااقتدار بادشاہ کے پاس۔ اب اِن آیات کی رُو سے صاف ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ نے دخولِ جنت اور مقعدِ صدق میں تلازم رکھا ہے یعنی خدائے تعالیٰ کے پاس پہنچنا اور جنت میں داخل ہونا ایک دوسرے کا لازم ٹھہرایا گیا ہے۔ سو اگر ﴿رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ کے یہی معنے ہیں جو مسیح خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو بلاشبہ وہ جنت میں بھی داخل ہو گیا............ پس اِس آیت سے بھی مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ہی ثابت ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحَقَّ الْحَقَّ وَ اَبْطَلَ الْبَاطِلَ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ اَیَّدَ مَاْمُوْرَهٗ"۔

(ازالہ اوہام۔ صفحہ ۶۲۰۔۶۲۱)

اب ہے شفاعت کا مضمون۔ سورۃ الزمر کی آیت ۴۵ ہے ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا .لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ۔(سورۃ الزمر:۴۵)

تو کہہ دے شفاعت (کا معاملہ) تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اس کے لئے کسی حدیث یا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی اقتباس پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس لئے بعینہ یہ اسی طرح آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔

﴿ وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا . وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ . وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾۔(سورۃ الزخرف :۸۶)

اور ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بادشاہت ہے اور اس کے پاس اس خاص گھڑی کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اس ضمن میں لوگ سوال کر سکتے ہیں کہ 'اس کے پاس خاص گھڑی کا علم ہے' اس سے مراد کیا ہے؟ تو خاص گھڑی سے مراد دنیوی قیامت بھی ہو سکتی ہے اور آخری قیامت بھی ہو سکتی ہے۔ اور کسی کو علم نہیں کہ وہ کب اٹھایا جائے گا اور اس دنیا میں اس سے کیا سلوک ہوگا اور آخری دنیا میں کیا سلوک ہوگا۔ ﴿مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک قسم کی ملوکیت عطا کی گئی ہے اور دنیا کی جزا سزا میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بہت دخل ہے۔ پس اس آیت سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ساری بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خداتعالیٰ نے اپنی جناب سے ملک عطا کیا تھا اور یہ مُلک کے عطا ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کثرت سے الہامات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایک بہت وسیع ملک عطا کیا جائے گا۔ ایک حصہ تو اس جگہ پر لوگ دیکھ چکے ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ جلسہ پر اس سے وسیع تر مُلک کے احمدیت میں داخل ہونے کے نظارے لوگ دیکھیں گے۔

سورۃ الحدید کی آیت ہے ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .یُحْیٖ وَیُمِیْتُ. وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾.(سورۃ الحدید:۲۔۳)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر اس چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اس ضمن میں ایک حدیث ہے ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ۔ اس کا ترجمہ پڑھ دیتا ہوں۔ حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں سب سے اچھے عمل کے متعلق نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بڑھانے والا اور تمہارے لئے سونے چاندی سے زیادہ بہتر اور اس بات سے بھی زیادہ بہتر ہے کہ تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو، پھر تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ عمل کیا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا: ذکر الٰہی۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الآداب)

پس اس خطبہ کے آخری الفاظ میں ذکر الٰہی کا ذکر ملتا ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ذکر الٰہی ہر حال میں کرتے رہنا چاہئے۔ کسی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں۔ اور جو ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ کی خوشخبری ہے۔ کہ ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ اگر ذکر الٰہی ہر وقت زبان پر رہے تو ہر قسم کے بدخیالات سے بھی انسان توبہ کر لیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"وہ ایک ایسا بادشاہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ ہر گھڑی میں پیدا بھی ہو رہے ہیں اور مر بھی رہے ہیں۔ کوئی ایسا نہ پیدا ہوا جو موت کی دوا کرے یا کسی انسان کو پیدا ہی کر سکے۔ موت سے بچنے کے لئے بادشاہوں نے فوجیں رکھیں، ہتھیار اور قلعے بنائے، دوائیں اور منتر اور ختم اور انتظام بنائے۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی اس سے (یعنی موت سے) بچا ہو"۔ (بدر۔ ۱۵/مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۷)

سورۃ الحدید کی ۵۔۶ آیات: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ. یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا. وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ . وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ .لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾۔(سورۃ الحدید آیت ۵۔۶)

ان آیات کا سادہ ترجمہ ہے: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ زمانوں میں پیدا کیا۔ پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھ جاتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس پر ہمیشہ گہری نظر رکھنے والا ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی تمام امور لوٹائے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں:-

"خدا کا الوہیت کے تخت پر بیٹھنا، اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوق کے بنانے کے بعد ہر ایک مخلوق سے بمقتضائے عدل اور رحم اور سیاست کارروائی شروع کی۔ یہ محاورہ اسی سے لیا گیا ہے کہ جب کُل اہلِ مقدمہ اور ارکانِ دولت اور لشکر باشوکت حاضر ہو جاتے ہیں اور

کچہری گرم ہو جاتی ہے اور ہر ایک حقدار اپنے حق کو عدلِ شاہی سے مانگتا ہے اور عظمت اور جبروت کے تمام سامان مہیا ہو جاتے ہیں، تب بادشاہ سب کے بعد آتا ہے اور تختِ عدالت کو اپنے وجود باجود سے زینت بخشتا ہے"۔(تحفه گولڑویه۔ صفحه ۱۰۹۔ حاشیه)

تخت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور جگہ بھی فرمایا ہے کہ تخت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی سب دنیا پر فضیلت ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل پر قرار پکڑا اور آپ کے دل پر قرار پکڑنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی وہ عرش ہیں جس پر اللہ تعالیٰ اس دنیا میں قرار پکڑے گا اور آخرت میں بھی قرار پکڑے گا۔

آگے ہے سورۃ البروج آیات ۹۔۱۰۔﴿وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

(سورة البروج :۹۔۱۰)

اور وہ اُن سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ، کامل غلبہ رکھنے والے، صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے۔ جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس ہے کہ:

"مالک ہے جزا کے دن کا۔ دہریہ اس کے مخالف ہیں جو کہتے ہیں کوئی جزا سزا نہیں۔ صفت رحیمیّت سے انکار کرنے والے تو پھر لاپرواہی سے عمل نہیں کرتے اور یہ خدا کے وجود سے منکر ہیں۔ اس لئے عمداً اعمال صالحہ کی طرف توجہ نہیں دیتے"۔

(البدر۔ ۹/ جنوری ۱۹۰۸ء)

اس ضمن میں یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو دہریہ ہیں وہ کہتے ہیں کوئی جزا سزا کا دن نہیں۔ ان کے نزدیک تو پھر موت ایک نجات کا دروازہ ہے۔ جتنے مرضی ظلم یہاں کر لیں موت کے ساتھ ہی وہ نجات کے دروازہ سے باہر نکل جاتے ہیں اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ تو لاکھوں کروڑوں انسان جو ظلموں کا شکار بنائے جاتے ہیں ان کا کچھ بھی نہ بنا۔ مگر یوم آخرت پر ایمان لانے والے جانتے ہیں کہ جن کو یہاں سزا نہیں ملتی وہ یوم آخرت میں ضرور سزا پائیں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور جبروت کی علامت ہے۔

اب سورۃ الانعام کی آیت ہے:﴿ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ. وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ . قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ. عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ (سورة الانعام :۷۴)

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور جس دن وہ کہتا ہے ہو جا تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔ اس کا قول سچا ہے اور اسی کی بادشاہی ہو گی جس دن صُور میں پھونکا جائے گا۔ غیب کا اور حاضر کا جاننے والا ہے اور وہ صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے متعلق 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اُس نے زمین آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو۔ وہی کارپرداز سب کچھ جزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو"۔(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صفحه ۵۹)

یہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ کوئی اس نے کارپرداز ایسا مقرر نہیں کیا جو خود ہی سزائیں دیتا رہے اور جزا بھی دیتا رہے۔

اب سورۃ فاطر کی ۱۴ویں آیت ہے﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ. كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى. ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ. وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾ (سورة الفاطر:۱۴)

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔ ہر ایک اپنے مقررہ وقت کی طرف چل رہا ہے۔ یہ ہے اللہ، تمہارا ربّ۔ اُسی کی بادشاہت ہے۔ اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کی جھلّی کے بھی مالک نہیں۔

یہ جو زمین و آسمان کا اور سورج اور چاند کا مسخر ہونا اور سب کا ایک مقررہ وقت کی طرف چلنا ہے اس کے متعلق سائنسدانوں نے اب یہ عجیب بات مزید دریافت کی ہے کہ چاند اور سورج اور ساری کائنات ایک اور طرف آہستہ آہستہ جذب ہو رہی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور بھی کائنات ہے جس کی کشش اس کو کھینچ رہی ہے اور یہ کائنات آہستہ آہستہ اس کشش کی طرف تمام تر جاری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو قرآن کریم میں فرمایا ہے ﴿وَاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ اس کی ایک اور بھی مثال ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دے دی تھی کہ یہ کائنات وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور یہ لامتناہی باتیں ہیں جن کی انسان کی سوچ میں طاقت نہیں کہ وہ سمجھ سکیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمانہ مَیں ہوں، روز و شب میرے ہی زیر تصرف ہیں، مَیں ہی اُنہیں ادلتا بدلتا ہوں اور مَیں ایک بادشاہ کے بعد دوسرا بادشاہ لاتا ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

یہ لوگ جو کہتے ہیں نا! کہ زمانے کا برا ہو یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ زمانہ تو خدا تعالیٰ ہی کا نام ہے۔ اس کے ساتھ زمانہ چلتا ہے، اسی کے ساتھ زمانہ ٹھہرتا ہے اور ہم لوگ تو اس کے مقابل پر کوئی بھی زمانہ نہیں رکھتے۔ نہ ماضی کا نہ حال کا نہ مستقبل کا۔ مگر صرف اللہ ہی ہے جو سب زمانوں پر برابر حاوی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مالکیّت...... فیوض میں سب سے بڑا، سب سے اعلیٰ، سب سے بلند، جامع، سب سے زیادہ مکمل اور فیوض کا منتہیٰ ہے اور تمام جہانوں کے درختوں کا پھل بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فیضان کا ظہور کامل اس حقیر اور صغیر عالم کی عمارتوں کے مسمار ہونے اس کے کھنڈروں اور نشانات کے مٹ جانے اس کے رنگ و روپ کے متغیر ہو جانے اور اس کے رخساروں کی آب و تاب زائل ہو جانے اور سب غروب ہونے والوں کی طرح اس کے ستارہ کے غروب ہو جانے کے بعد ہوتا ہے اور مالکیت ایک لطیف عالم ہے جس کے اسرار نہایت دقیق ہیں اور اس کے انوار بہت زیادہ ہیں۔ اس میں غور و فکر کرنے والوں کی عقل دَنگ رہ جاتی ہے"۔(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷۔ صفحه ۱۱۶)

سورۃ الزمر کی ساتویں آیت۔﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ . يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ. ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾۔

(سورة الزمر:۷)

"اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اُسی میں سے اُس نے اس کا جوڑا بنایا"۔ اب یہ جو بات ہے کہ اسی میں سے اس نے جوڑا بنایا۔ یہ ساری کائنات کے ارتقاء کا راز ہے جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک جان سے ساری زندگی کا آغاز ہوا اور اسی جان سے پھر رفتہ رفتہ ایک جوڑا بنایا گیا۔ یہ ایک لمبا سائنسی مضمون ہے جس میں تمام ارتقاء کا راز کہ کس طرح جوڑا جوڑا مرد اور عورت بنے ہیں یہ بیان فرمایا گیا ہے۔ "اور اس نے تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ

جوڑے نازل کئے"۔اب یہاں لفظ جوڑے نازل کرنا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ نزول جو ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ آسمان سے چیزیں گرتی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَنْزَلَ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا﴾ کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے مجسم ذکر الٰہی اتارا ہے۔ تو نزول کے معنی غور سے دیکھیں تو یہ بنتا ہے کہ ہر چیز جو بہترین ہو اس کے لئے نزول کا لفظ آتا ہے۔ اب انسانی ضرورت کی چیزوں میں سے حیوانات کے جوڑے یہ بہترین ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں اور کوئی کبھی آسمان سے بھینسیں اور گائیاں اترتے نہیں دیکھتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی نوع میں جو جاندار چیزوں میں سے سب سے اچھی ہیں ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نزول کے ذریعہ فرمایا ہے۔ اور نبیوں میں جو سب سے بڑا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان کا بھی ذکر اللہ تعالیٰ نے نزول کے ذریعہ فرمایا ہے۔ "وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین اندھیروں میں ایک خَلق کے بعد دوسری خَلق عطا کرتے ہوئے پیدا کرتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا ربّ۔ اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس تم کہاں الٹے پھرائے جاتے ہو؟"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خلاصہ آیت کا یہ کہ جس شخص کا فعل ربوبیّتِ تامّہ سے نہ ہو یعنی از خود پَیدا کنندہ نہ ہو، اس کو قدرتِ تامّہ بھی حاصل نہیں ہو سکتی لیکن خدا کو قدرتِ تامّہ حاصل ہے کیونکہ قسم قسم کی پیدائش بنانا اور ایک بعد دوسرے کے بلا تخلّف ظہور میں لانا اور کام کو ہمیشہ برابر چلانا، قدرتِ تامّہ کی کامل نشانی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ کو ربوبیّت تامّہ حاصل ہے اور در حقیقت وہ ربّ الاشیاء ہے۔ نہ صرف بڑھئی اور معمار اشیاء کا۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ کارخانہ دنیا کا ہمیشہ بلا حرج چلتا رہتا بلکہ دنیا اور اس کے کارخانہ کا کبھی کا خاتمہ ہو جاتا کیونکہ جس کا فعل اختیار تام سے نہیں، وہ ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر تعداد پر ہر گز قادر نہیں ہو سکتا"۔

(پرانی تحریریں۔ صفحہ ۱۴)

یہ پرانی تحریروں میں سے لیا گیا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدعا یہی ہے کہ جو بنانے والا ہے وہی راز جانتا ہے اس کا جس چیز کو بنایا گیا ہے۔ اور جس طرح معمار اپنی ترکھانی کے کام میں جو چیز بناتا ہے اس کو بہتر سمجھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس نے سب کائنات کو پیدا کیا ہے ربوبیت تامّہ اس کو حاصل ہے اور ان کی کنہ سے واقف ہے۔ ہر ذرے کی کہنہ سے واقف ہے کیونکہ سب کچھ اسی نے پیدا فرمایا ہے۔

اب آخر پر سورۃ النّاس یعنی جو 'قُل' ہے اس کو مَیں پیش کرتا ہوں۔ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ . مَلِكِ النَّاسِ . اِلٰهِ النَّاسِ﴾. تو کہہ دے کہ مَیں انسانوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی جو ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ ہے۔ ربوبیت تامہ اُسی کو حاصل ہے۔ ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ بادشاہ بھی وہی ہے۔ ﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ اور معبود بھی وہی ہے۔

اب دنیا میں جتنے لوگ دنیاوی حکومتوں اور بڑے بڑے لوگوں کی طرف دوڑتے ہیں ان کے اس دوڑنے کی وجہ صرف تین ہی ہیں۔ پہلا یہ کہ ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾۔ رزق ملتا ہے ان سے۔ جس کی طرف سے رزق ملتا ہے اس کی طرف چیز دوڑے گی اور جہاں سے رزق ملے گا اس کے سامنے سر جھکا دیں گے۔ دوسرا بادشاہوں کے سامنے لوگ سر جھکاتے ہیں۔ تیسرا معبود کے سامنے لوگ سر جھکاتے ہیں اور یہاں ﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ سے مراد وہ ہیں جو لوگ جھوٹے خداؤں کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ تو یہ تین ہی وجوہات ہیں جن میں جھوٹے لوگ جھوٹے خداؤں کے سامنے سر جھکانے والے، ربوبیت کی تلاش میں جھکنے والے، بادشاہوں کے سامنے سر ٹیکنے والے ہیں لیکن اصل مالک ان تینوں چیزوں کا اللہ ہی ہے۔ ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ بھی وہی ہے اس کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اب رزق میں اگر تنگی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی رزق کشادہ کیا کرتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف ہی جھکنا چاہئے۔ دنیا سے مانگنے سے کسی کا رزق بڑھ نہیں جایا کرتا بلکہ قناعت سے رزق بڑھتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ جو مالک ہے لوگوں کا اصل حقیقی بادشاہ ہے اور معبود بھی وہی ہے۔ اس کے باوجود ان تینوں باتوں میں ﴿شَرِّ الْوَسْوَاسِ﴾ سے ڈرنا چاہئے۔ وسواس کہتے ہیں وسوسہ دماغ میں پھونک کر پیچھے بھاگ جانے والے کو۔ تو اب ﴿اَلْخَنَّاسِ﴾ یہ بھی اس کی تعریف ہے۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾۔ ترجمہ یہ ہے: انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی، بکثرت وسوسے پیدا کرنے والے کے شر سے، جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

اور ﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ تو جتنے اس زمانے میں وسوسے پیدا کئے گئے ہیں یا وہ ملوکیت کی طرف سے ہیں یا اشتراکیت کی طرف سے اور جنّ سے مراد بڑے لوگ ہیں دنیا والے۔ امپیریلسٹ (Imperialist) اور 'اَلنَّاس' مراد عوام الناس ہیں۔ تو قرآن کریم کی یہ سورت دیکھیں ہر چیز پر کتنی حاوی اور متحمل ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ زمانے میں ایسے وسوسے پیدا ہونے والے ہیں جو ملوکیت کی طرف سے بھی پیدا کئے جائیں گے اور اشتراکیت کی طرف سے بھی اور پناہ ان کی سوائے اللہ کے اور کہیں نہیں ملے گی۔ پس اللہ ہی کی پناہ میں آجاؤ۔

۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

"وہ جو انسانوں کا پروردگار اور انسانوں کا بادشاہ اور انسانوں کا خدا ہے، مَیں وسوسہ انداز خنّاس کے وسوسوں سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ خنّاس جو انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جو جنوں اور آدمیوں میں سے ہے۔ اِس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ اس خنّاس کی وسوسہ اندازی کا وہ زمانہ ہوگا کہ جب اِسلام کے لئے نہ کوئی مربی اور عالم ربّانی زمین پر موجود ہوگا اور نہ اسلام میں کوئی حامیٔ دین بادشاہ ہوگا تب مسلمانوں کے لئے ہر ایک موقع پر خدا ہی پناہ ہوگا۔ وہی خدا، وہی مربی، وہی بادشاہ وبس"۔ (تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۱۰۶۔ حاشیہ)

ایک اور آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جو روئیداد جلسہ دعا سے لیا گیا ہے۔

"تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذّب بنایا جاوے۔ حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلّی طور پر بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اس میں اشارۃً مَلِک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایماء ہے۔ یہاں کافر اور مشرک اور موَحّد بادشاہ یعنی کسی قسم کی قید نہیں"۔ یعنی بادشاہ ہر قسم کے اس میں آگئے ہیں خواہ کافر ہوں، مشرک ہوں یا موَحّد ہوں۔ "خواہ کسی مذہب کا بادشاہ ہو۔ مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں"۔

(رونیداد جلسہ دعا۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۰۴)